❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

محترمہ سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ
بنت حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (الرّعد:23)

یعنی وہ لوگ جنھوں نے اپنے ربّ کی رضا کی خاطر صبر کیا اور نماز کو قائم کیا اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اُس میں سے چھپا کر بھی اور علانیہ بھی خرچ کیا اور جو نیکیوں کے ذریعہ بُرائیوں کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے گھر کا (بہترین) انجام ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ سیرت ''محترمہ سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ''

مکرمہ سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ 27 نومبر 1911ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ اور سیّدہ اُم داؤد صالحہ بیگم صاحبہ کی سب سے بڑی بیٹی، حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی بہو تھیں۔ آپ کے والدِ بزرگوار اور شوہرِ محترم حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کی عظیم اور جلیل القدر خدمات تاریخ احمدیت میں ہمیشہ نمایاں حیثیت کی حامل رہیں گی۔
آپ کا نام نصیرہ رکھنے کی بھی ایک دلچسپ داستان ہے۔ جب آپ کی والدہ حضرت سیّدہ صالحہ بیگم صاحبہ آپ کے حمل سے تھیں تو اُس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خلافت کا دور تھا جو کہ آپ کی والدہ کے پھوپھا بھی لگتے تھے جس کی وجہ سے گھروں میں بے تکلفی سے آنا جانا بھی تھا۔ اُدھر حضرت سیّدہ اُم ناصر بیگم صاحبہ کے حضرت سیّدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کی پیدائش متوقع تھی اور جب بیٹی کی پیدائش کی خبر آئی تو آپ کی والدہ بھاگی ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ ''اُم ناصر کے بیٹی پیدا ہوئی ہے نصیرہ نام رکھ دیں مجھے بہت پسند ہے'' حضورؓ نے نام رکھا ناصرہ۔ پھر کچھ ہی مدت کے بعد حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے بھی صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ کی پیدائش ہوئی تو پھر حضورؓ کی خدمت میں پہنچیں اور کہنے لگیں کہ ''مبارکہ کے بیٹی ہوئی ہے نصیرہ نام رکھ دیں'' آپؓ نے فرمایا نہیں۔ منصورہ رکھ لیں۔ آخر چند ہفتوں کے بعد جب آپ کے اپنی بیٹی پیدا ہوئی تو حضورؓ نے خود نصیرہ نام بھجوایا کہ اب تم اس بیٹی کا یہ نام رکھو۔ اس طرح خاندان میں تین نام ملتے جلتے ہوگئے ناصرہ، منصورہ اور نصیرہ، تینوں ہم عمر بھی اور رشتہ دار بھی۔ آپ کا بچپن اپنے بزرگ دادا یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب اور نانا حضرت پیر منظور محمد صاحب کے سائے میں گزرا۔ اسی وجہ سے آپ کی ساری زندگی اور شخصیت میں بڑوں کی چھاپ بہت نمایاں رہی۔
سامعین! آپ کی شادی 1930ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے ساتھ اُس وقت ہوئی جب آپ کی عمر 18 سال تھی۔ یہ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کی دوسری شادی تھی جو آپؓ کی پہلی بیوی مکرمہ شریفاں بی بی کی وفات کے بعد عمل میں آئی تھی۔ آپ کا نکاح 2 فروری 1930ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھایا۔ صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ جو کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے بیٹے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے اور خدائی بشارت کے تابع آپ جماعت میں داخل ہوئے اور خدا تعالیٰ کا ایک زبردست نشان تھے۔ مرنجانِ مرنج صوفی منش شخصیت کے مالک تھے۔ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے ہی بنے تھے۔ ان دونوں کے باہم خُلق مل جانے سے جو اس گھرانے نے فیض پایا وہ تو بہت ہمہ گیر اور پھیلا ہوا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا جن میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم، محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم، محترمہ ریحانہ باسمہ صاحبہ المعروف آپا روحی زوجہ مکرم سیّد سید احمد ناصر صاحب مرحوم، محترمہ دُرِّ شہوار دردانہ صاحبہ زوجہ مکرم ملک فاروق احمد صاحب مرحوم، محترمہ عتیقہ فرزانہ صاحبہ المعروف باجی نینا زوجہ مکرم مرزا ادریس احمد صاحب مرحوم اور محترمہ نزہت فرید صاحبہ زوجہ مکرم مرزا فرید احمد صاحب شامل ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کی پہلی اہلیہ مکرمہ شریفاں بیگم صاحبہ کے تین بچے تھے جن کی تعلیم و تربیت اور کفالت کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد رہی۔ آپ کا اِن تینوں بچوں سے پیار بھی مثالی تھا اور غیر معمولی تعلق رہا۔ وہ بھی آپ کو اُمّی کا مقام دیتے تھے اور آپا جان کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ نے اِن تینوں کو اپنے بچے سمجھا اور اتنا پیار دیا کہ مکرمہ شریفاں بیگم صاحبہ کا چھوٹا بیٹا مرزا مبارک احمد جب بیمار ہوا تو وفات سے قبل اُس نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپا! ایک حسرت رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ کاش! مَیں آپ کا بیٹا ہوتا۔ آپ کہا کرتی تھی کہ میرے نو بچے ہیں۔ آپ صرف اِن تین بچوں سے ہی پیار نہ کرتیں بلکہ شریفاں بیگم صاحبہ کے تمام عزیز و اقارب سے ادب، پیار اور محبت سے ملتی اور اُن کی خوب خدمت کرتیں۔

آپ ایک خوبصورت شخصیت کی مالک تھیں۔ شربتی آنکھیں، ستواں ناک اور بہت بارعب چہرہ یعنی ایک بارعب شخصیت تھیں۔ آپ اپنے گہرے دینی علم، بلند اخلاق، ہمہ گیر شفقت و محبت، غرباء پروری اور خدام سلسلہ کی دلداری خصوصاً جلسہ سالانہ کے موقع پر مرکزِ سلسلہ میں آنے والے مہمانوں کی خاطر خواہ مہمان نوازی وغیرہ اوصافِ حمیدہ کے باعث بے حد محبوب، قیمتی اور بزرگ وجود تھیں۔ درویشانِ قادیان سے دلی ہمدردی اُن کی خبر گیری کے تعلق سے یہ امتیاز آپ کو ہی حاصل تھا کہ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے اندوہناک سانحہ ارتحال کے بعد اوّلاً آپ کے شوہر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ اور پھر آپ کے بھائی محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب یکے بعد دیگرے نظارت خدمتِ درویشان کے ناظر مقرر ہوئے۔ پھر آپ کے فرزند صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب عظیم تر ذمہ داریوں کے حامل اس عہدہ پر فائز رہے۔

سامعین! آپ کا یہ معمول تھا کہ قادیان سے ربوہ جانے والی احمدی خواتین اور بچے بچیوں سے ہمیشہ انتہائی شفقت سے پیش آتیں اور بطور خاص اُن کی خبر گیری فرماتیں۔ آپ کی یادداشت بہت عمدہ تھی اور بات کے بیان کرنے میں ایسا سلیقہ تھا کہ سننے والے کو بہت مزا آتا۔ آپ اس بات کو ہمیشہ بیان کرتیں کہ ہمارے اسلاف کیا تھے اور کون تھے؟ آپ اکثر اپنی خاندانی روایات اور واقعات بیان کیا کرتی تھیں۔ سب کی خوبیوں پر نظر رکھتی تھیں۔ دینی غیرت کا جذبہ بھی کُوٹ کُوٹ کر بھرا تھا جہاں کہیں دینی غیرت کا سوال آتا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ کوئی پہلو چُھپا جائیں۔ آپ بے حد سلیقہ مند اور صفائی پسند تھیں۔ کبھی پسند نہیں کرتی تھیں کہ کسی کپڑے پر کوئی بل پڑا ہوا نظر آئے یا بستر، میز پوش کے کونے مُڑے ہوئے ہوں۔ آپ کا گھر ہمیشہ سجا سجایا اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ چھوٹی عمر سے گھر میں بڑی ہونے کی وجہ سے بزرگ بن گئیں تھیں اور پھر اس تعلق کو اپنے چھوٹوں کے ساتھ آپ نے خوب نبھایا۔ سب کے ساتھ باتیں کرتیں اور بہت سے رشتہ دار بہت سی اپنی باتیں از خود بطور راز دار آپ کو بتادیا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی کی بات اِدھر اُدھر نہ کی تھی۔ آپ دُعا گو خاتون تھیں۔ سب کے لیے بہت باقاعدگی سے لمبی لمبی دُعائیں کرتی تھیں بلکہ دُعا کا کہنے والے خود بھول جاتے کام ہو جاتا آپ کو بتاتے بھی نہیں تھے مگر آپ مسلسل اُن کے لیے دُعا کرتی رہتیں۔ نماز میں آپ کی جان تھی۔ خواہ کتنی مصروف ہوں، بیمار ہوں آپ کی نمازوں اور دعاؤں کا سلسلہ گھنٹوں جاری رہتا۔ آپ کی بیٹی مکرمہ عتیقہ فرزانہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ والدہ محترمہ کی نمازوں اور اپنے اللہ سے تعلق کا ایک الگ ہی رنگ تھا۔ دیگر عبادات جیسے روزہ، زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی دوسروں سے منفرد ہی دِکھتی تھیں۔

سامعین! آپ وفات سے کچھ عرصہ قبل بیمار ہوئیں مگر ہر ممکن انسانی تدبیر اختیار کرنے کے باوجود بالآخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور آپ 15 جون 1984ء کی شب نو بجے کے قریب اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اگلے روز بعد نماز عصر آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں اندرونی چار دیواری میں آپ کی تدفین ہوئی۔

آپ کی وفات سے چند ہفتے قبل حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لندن کی طرف ہجرت فرمائی تھی اور خاندانِ حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے کسی فرد کی وفات کی پہلی اندوہناک خبر تھی جو حضورؒ کو ملی تھی۔ حضورؒ نے 22 جون 1984ء کو خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب جو معروف ہیں ساری جماعت میں اللہ کے فضل کے ساتھ، حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی صاحبزادی تھیں اور حضرت اماں جانؓ کی بھتیجی اور مرزا عزیز احمد صاحب، مرزا سلطان احمد صاحب کے بڑے صاحبزادے تھے۔“

اس کے بعد حضورؓ نے آپ کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔

مغفرت	بے	حساب	ہو	جائے
مرحمت	لا	جواب	ہو	جائے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞